بسم اللہ الرحمن الرحیم

رکعات تراویح اور تہجد میں فرق

جمع وترتیب

مولانا محمد رضوان عزیز صاحب حفظہ اللہ

مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مسؤول شعبہ

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

0332-4000744=Ikrash313@gmail.com

تہجد اور تراویح میں فرق

مذہب اہل السنت والجماعت:

نماز تہجد وتراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں دونوں کے احکام جدا جدا ہیں

تالیفات رشیدیہ ص306

مذہب غیر مقلدین:

1: نماز تروایح اور تہجد دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

صلوۃ الرسول ص 323

2: ماہ رمضان میں تہجد اور قیام رمضان الگ الگ نماز نہیں بلکہ ایک ہی نماز ہے۔

نماز نبوی ص 241

مذہب مرزائی

نماز تراویح دراصل تہجد ہی کی نماز ہے صرف رمضان المبارک میں اس کے فائدہ کو عام کرنے کے لیے رات کے پہلے حصہ میں یعنی عشاء کی نماز کے معاًبعد عام لوگوں کو پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

فقہ احمدیہ ص 208

فرق کے دلائل

ماخذ مشروعیت

تہجد اور تراویح کے ماخذ جدا جدا ہیں۔ تہجد شریعت کے پہلے ماخذ یعنی قرآن کریم سے ثابت ہے۔" وَمِنْ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُوداً " جب کہ تراویح شریعت کے دوسرے ماخذ سنت سے ثابت ہے۔" وسنت لکم قیامہ " قیام رمضان یعنی تراویح کا طریقہ میں " محمد صلی اللہ علیہ وسلم " نے جاری کیا۔ ایک نماز کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے اور دوسری نماز کی مشروعیت قرآن سے نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے تو یہ دو نمازیں ایک کیسے ہو سکتی ہیں۔

مکان مشروعیت

تہجد اور تراویح دونوں کی مشروعیت کی جگہ جدا جدا ہے تہجد مکہ میں شروع ہوئی ہے جب کہ تراویح مدینہ منورہ میں مشروع ہوئی ہے تو یہ دونوں نمازیں کیسے ایک ہو سکتی ہیں۔

کیفیت مشروعیت

پہلے نماز تہجد فرض تھی بعد نفل میں تبدیل ہوگئی جیسے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ"
سنن ابی داؤد ج1ص189،191 باب فی صلوٰ ۃ اللیل

جبکہ تراویح سنت موکدہ ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں" والحاصل ان الاصح فیھا انھا سنۃ مؤکدۃ " صحیح ترین بات یہ ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔{ شرح النقایہ ج1ص341}

محمد رضوان عزیز

ایک نماز نفل ہو دوسری نماز سنت مؤکدہ ہے یہ دونوں کیسے ایک ہو سکتی ہیں۔

جماعت غیر جماعت

تہجد بلا جماعت پڑھنا افضل ہے، جب کہ تراویح میں باجماعت نماز ادا کرنا افضل بلکہ سنت موکدہ علی الکفایہ ہے

قرآن کا ختم کرنا

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ پورا قرآن کریم ختم کیا جاتا ہے جب کہ تہجد میں قرآت کی کوئی مقدار متعین نہیں۔ قرآن میں ہے "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ "نماز تہجد میں قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔

تعین رکعات

نماز تہجد کی رکعات معتین نہیں بلکہ وقت کی گنجائش اور اپنی ہمت کے مطابق پڑھ سکتے ہیں۔ مگر تراویح کی تعداد فریقین کے نزدیک متعین ہے۔

رمضان کی شرط

عہد نبوی میں رمضان کا چاند نظر نہ آیا تو" فارادوا ان لا يصو موا ولا يقوموا" انہوں نے روزہ نہ رکھنے اور تراویح نہ پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ اچانک وادی حرہ سے ایک اعرابی "دیہاتی آدمی" نے حاضر خدمت ہو کر چاند دیکھنے کی شہادت دی۔ چنانچہ اس کے ایمان واعتقاد کی تصدیق کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا "ان يصوموا وان يقوموا" لوگو روزہ رکھو اور تراویح پڑھو۔
دار قطنی ج2ص159

معلوم ہوا کہ نماز تراویح ماہ رمضان کے ساتھ مشروط ہے۔ جب کہ تہجد سارا سال ہر رات میں پڑھی جاتی ہے۔

شعائر اسلام

تراویح باجماعت ادا کی جاتی ہے تاکہ اسلام کی شان وشوکت نظر آئے جب کہ تہجد میں شعائر اسلام کا اظہار مقصود نہیں ہوتا۔

باب جدا

حضرات محدثین نے عموماً تراویح کے لے قیام رمضان اور تہجد کے لیے قیام اللیل کا باب باندھتے ہیں۔

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح بخاری	فضل قیام اللیل ج1ص151	فضل من قام رمضان ج1ص249
صحیح مسلم	صلوٰۃ الیل ج1ص353	الترغیب فی قیام رمضان وھوالتراویح ج1ص259
سنن ابی داود	فی صلوٰۃ اللیل ج1ص188	قیام شہر رمضان ج1ص194
سنن ترمذی	فی فضل صلوٰۃ اللیل ج1ص98	ماجاء فی قیام شہر رمضان ج1ص166
سنن نسائی	کتاب قیام اللیل ج1ص237	ثواب من قام رمضان وصام۔۔۔الخ ج1ص307
سنن ابن ماجہ	ماجاء فی قیام الیل ج194	ماجاء فی قیام شہر رمضان ص94

مؤطاامام مالک	فی صلوٰۃ اللیل ص99	قیام شھر رمضان ص97
مؤطاامام محمد	صلوٰۃ اللیل ص119	قیام شھر رمضان ص141
صحیح ابن حبان	فصل فی قیام اللیل ج5ص112	فصل فی التراویح ج5ص107
مجمع الزوائد	فی صلوٰۃ اللیل ج2ص519	قیام رمضان ج3ص401
سنن کبریٰ بیہقی	فی قیام اللیل ج2ص499	شھر رمضان ج2ص491
مشکوٰۃ شریف	صلوٰۃ اللیل ج1ص105	قیام شھر رمضان ج1ص114

اگر دونوں نمازیں ایک تھیں تو ہر ایک کے لیے جدا باب قائم کرنے کی کیا ضرورت؟ معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک تہجد اور تراویح دونوں جدا جدا نمازیں ہیں۔

نام جدا جدا:

اگر نام جدا جدا ہو تو دلیل نماز کے جدا ہونے کی ہے۔ جیسے اشراق اوابین، ایک کا نام تراویح اور دوسری کا تہجد۔ ایک قیام رمضان دوسری قیام اللیل جب نام جدا جدا تو نمازیں بھی جدا۔

حضور علیہ السلام کا تراویح و تہجد پڑھنا:

عن أنس رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان فجئت فقمت إلى جنبه وجاء رجل آخر فقام أيضا حتى كنا رهطا فلما حس النبي صلى الله عليه وسلم أنا خلفه جعل يتجوز في الصلاة ثم دخل رحله فصلى صلاة لا يصليها عندنا

صحيح مسلم ج1ص352باب النهي عن الوصال في الصوم

معمول اسلاف امت:

امام محمد بن محمد العبدری المعروف ابن الحاج مالکی المتوفیٰ 737ھ حضرت امام مالک بن انس کے متعلق نقل کرتے ہیں "وقد قال مالك رحمه الله تعالى حين كان يصلي مع الناس في المسجد وكان الإمام ممن يوتر بثلاث لا يفصل بينها بسلام أما أنا فإذا أوتروا خرجت وتركتهم فللإنسان بمالك رحمه الله أسوة في ترك الوتر معهم حتى يوتر في بيته بعد تنفله آخر الليل"

المدخل ج1ص258فصل في صلاة التراويح في المسجد

امام ابن الحاج نے اپنے شیخ امام ابو محمد عبد اللہ بن ابی جمرہ اور مشہور بزرگ شیخ ابو الحسن زیات کا معمول بھی تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کا نقل کیا ہے فرماتے ہیں" وقد كان سيدي أبو محمد رحمه الله يصلي في المسجد مع الناس صلاة القيام ويوتر معهم فإذا رجع إلى بيته صلى ما قدر له ولا يعيد الوتر وكان رحمه الله يقول إن شيخه سيدي الشيخ أبا الحسن الزيات رحمه الله كان يفعل ذلك"

المدخل ج1ص258فصل في صلاة التراويح في المسجد

وقال الحاكم أبو عبد الله الحافظ أخبرني محمد بن خالد حدثنا مقسم بن سعد قال كان محمد بن إسماعيل البخاري إذا كان أول ليلة من شهر رمضان يجتمع إليه أصحابه فيصلي بهم ويقرأ في كل ركعة عشرين آية وكذلك إلى أن يختم القرآن وكان يقرأ في السحر ما بين النصف إلى الثلث من القرآن فيختم عند السحر في كل ثلاث ليال وكان يختم بالنهار في كل يوم ختمة ويكون ختمه عند الإفطار كل ليلة ويقول عند كل ختمة دعوة مستجابة

ھدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجر ص673

مشہور غیر مقلد عالم وحید الزمان اس کا ترجمہ کرنے کے بعد لکھتا ہے "اور سحر کے وقت تیرہ رکعت پڑھتے، ایک رکعت وتر کی ہوتی"

تیسیر الباری ج1ص49

مشہور امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمٰن المعروف ابن لبان المتوفیٰ 446ھ کے متعلق منقول ہے" فصلى بالناس صلاة التراويح في جميع الشهر وكان

إذا فرغ من صلاته بالناس في كل ليلة لا يزال قائما في المسجد يصلى حتى يطلع الفجر"

تاریخ بغداد ج8ص199رقم الترجمہ 5289

کہ آپ لوگوں کو پورا مہینہ باجماعت تراویح پڑھاتے تھے اور تراویح سے فارغ ہو کر صبح تک نوافل {تہجد} ادا کرتے تھے

فقہ حنبلی کی معتبر کتاب "المقنع" اور اس کی شرح "المبدع" میں ہے

"ثم التراويح وهي عشرون ركعة يقوم بها في رمضان في جماعة ويوتر بعدها في جماعة. فإن كان له تهجد جعل الوتر بعده"

المقنع مع شرحہ ج2ص21،20،19باب صلاة التطوع

علمائے غیر مقلدین:

غیر مقلدین کے جد امجد "نواب "صدیق حسن خان بھی تراویح کے بعد تہجد پڑھتے تھے چنانچہ ان کے صاحبزادہ سید علی حسن خان اپنے والد کے معمولات رمضان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "رمضان میں زیادہ وقت تلاوت قرآن حکیم اور ادعیہ ماثورہ میں گزرتا تھا نماز تراویح ہمیشہ آٹھ رکعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے اور نماز تہجد بالالتزام بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور کبھی قضا نہیں کرتے تھے "

مآثر صدیقی حصہ چہارم ص63،64

غیر مقلدین کے "شیخ الاسلام "مولنا ثناء اللہ امرتسری بھی تراویح کے بعد تہجد کے قائل تھے ؛

سوال: جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب: پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی

فتاویٰ ثنائیہ ج1ص680

چند شبہات کا ازالہ

مشہور منکر حدیث عبد اللہ چکڑالوی جو پہلے غیر مقلد تھا اس نے یہ اعلان کیا تھا کہ نماز تراویح و تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں یہ مسئلہ نہ صرف اہل سنت والجماعت کے مسلک بلکہ اکابرین غیر مقلدین کی تصریحات کے بھی خلاف تھا اس لئے غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ "اس دعویٰ پر بھی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے"

رسائل ثنائیہ ص88

شیخ الاسلام کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ تہجد و تراویح کو ایک کہنے پر کوئی ایک دلیل بھی موجود نہیں ہے

البتہ غیر مقلدین کے چند شبہات ہیں جن کو وہ اپنے زعم میں بہت وزنی دلائل سمجھتے ہیں اور ان ہی چند شبہات کو غیر مقلدین کا تقریباً ہر مصنف دہراتا ہے۔ اس لیے اب ان شبہات کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

شبہ نمبر1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین راتوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو تروایح پڑھائی اس کے بعد ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد بھی پڑھی ہو بلکہ تیسری رات کی نماز کے متعلق تو آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر شب تک قیام کیا۔ معلوم ہوا کہ تروایح اور تہجد ایک ہی نماز ہے

محصلہ انوار المصابیح ص 82، حی علی الصلوہ ص 34 وغیرہ

محمد رضوان عزیز

جواب:

اولاً: صحیح مسلم کے حوالہ سے یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ علیہ السلام نے تراویح کے بعد حجرہ میں نماز ادا فرمائی

ثانیاً: امی عائشہ صدیقہ حضور علیہ السلام کے معمولات رمضان کے متعلق فرماتی ہیں "كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا دخل رمضان شد مئزره ثم لم يأت فراشه حتى ينسلخ"

صحیح ابن خزیمہ ج2ص1059رقم 2216 باب استحباب ترك المبيت على الفراش في رمضان

جب آپ علیہ السلام نے ثلث لیل اور نصف لیل تک تراویح پڑھائی اس کے بعد بقیہ رات گھر جا کر عبادت کرنا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے

شبہ نمبر 2

کتب غیر مقلدین میں ایک شبہ یہ بھی مذکور ہے کہ " بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہیں۔ ان کے اصول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے 23 رکعات تراویح (20+3) پڑھیں جیسا کہ ان لوگوں کا عمل ہے اور اسی رات کو گیارہ رکعات تہجد (8+3) پڑھیں جیسا کہ ان کے نزدیک صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ یہاں پر اشکال یہ ہے کہ اس طرح تو یہ لازم آتا ہے کہ ایک رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ وتر پڑھے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا وتران في ليلة" ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں

جواب اول:

پہلے یہ گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین رات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نماز تراویح پڑھائی۔ اس کے علاوہ باقی دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں ہی بلا جماعت تراویح ادا فرمائیں۔ اب ان جن تین دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ تین تراویح پڑھیں ان میں وتر کس وقت پڑھے؟ آیا تراویح کے متصل بعد یا پھر آخری تہجد پڑھنے کے بعد؟ تو اس کی کسی صحیح روایت میں تصریح نہیں ملتی۔ لیکن ظاہر یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کے بعد ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو وتر بھی پڑھا دیئے اور پھر تہجد پڑھنے کے بعد وتر کا اعادہ نہیں کیا جیسا کہ حضرت طلق رضی اللہ عنہ بن علی کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے جب اپنے ساتھیوں کو نماز تراویح پڑھائی تو وتر بھی ساتھ پڑھا دیے اور پھر جب تہجد پڑھی تو وتر کا اعادہ نہیں کیا۔ { سنن ابی داود }

جہاں تک غیر مقلدین کا یہ اشکال ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہم اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں تطبیق دینے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو دفعہ وتر پڑھنا لازم آتا ہے، تو یہ اشکال بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ وضاحت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس تراویح پڑھنے کے متصل بعد وتر پڑھے بلکہ اس میں تو صرف اتنا مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس تراویح اور تین وتر پڑھے۔ اب یہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول شب میں بیس تراویح پڑھ کر وتر چھوڑ دیئے ہوں اور پھر آخر شب اٹھ کر رکعت تہجد پڑھ کر وتر پڑھے ہوں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں۔ بہر حال یہ ساری تفصیل تو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک ہی رات کا واقعہ بیان کر رہے ہیں۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ یہ دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علیحدہ علیحدہ رات کی نماز کی کیفیت بیان کر رہے ہیں تو پھر سرے سے یہ اشکال ہی وارد نہ ہو گا کیونکہ پھر اس صورت میں اگر یہ بھی کہا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ کیفیت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول شب تراویح کے ساتھ ہی وتر بھی پڑھ لئے تو بھی درست ہے اور اس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی تعارض نہیں ہو گا جس میں آپ

رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تہجد کے بعد آخر شب میں پڑھے کیونکہ دونوں روایتیں دو مختلف زمانوں پر محمول ہوں گی۔یعنی کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر اول شب ہی تراویح کے بعد پڑھ لیے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرما رہے ہیں اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر آخر شب تہجد کے بعد پڑھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں۔اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کے مختلف حصوں میں وتر پڑھنا خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے آپ فرماتی ہیں "كل الليل أوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم وانتهى وتره إلى السحر"

صحيح بخاری ج1ص136رقم 996باب ساعات الوتر

اس حدیث کا ترجمہ وحید الزمان غیر مقلد نے یہ کیا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے سب حصوں میں وتر پڑھا ہے اور اخیر میں آپ کا وتر صبح کے قریب پہنچا"اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں "وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب وقتوں میں پڑھا"

تیسیر الباری ج1ص606

باقی رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:" اجعلوا آخر صلوٰتكم بالليل وتراً" اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ، تو اس کا فرمان کا تعلق صرف استحباب سے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کے بعد بھی نوافل پڑھنا ثابت ہے،

عن أبي سلمة قال سألت عائشة عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت كان يصلي ثلاث عشرة ركعة يصلي ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلي ركعتين وهو جالس فإذا أراد أن يركع قام فركع ثم يصلي ركعتين بين النداء والإقامة من صلاة الصبح

صحيح مسلم ج1ص254 باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل

اس حدیث کو نقل کر کے وحید الزمان غیر مقلد نے بھی وتر کے بعد نوافل پڑھنے کو جائز لکھا ہے {شرح مسلم ج2ص244}

الغرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو تراویح پر محمول کرنے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو تہجد پر محمول کرنے سے کسی صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات میں دو دفعہ وتر پڑھنا لازم نہیں آتا۔

جواب ثانی

غیر مقلدین کے مذہب پر تو یہ اشکال وارد ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے نزدیک اگر کوئی آدمی عشاء کے بعد وتر پڑھ لے اور پھر وہ آخر رات میں اگر تہجد پڑھنا چاہے تو تہجد کے بعد وہ دوبارہ بھی وتر پڑھ سکتا ہے وہ اس طرح کہ پہلے وتروں کے ساتھ ایک رکعت ملا کر ان کو دوگانہ بنا لے، چنانچہ نواب وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ولو صلى الوتر بعد العشاء ثم استيقظ فى آخر الليل واراد صلوٰة الليل فالا فضل له ان ينقض وتره السابق بضم ركعة ثم يصلى الليل يوتر هابركعة لانه لاوتر ان فى ليلة۔

نزل الابرار ج1ص124

شبہ نمبر3:

علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کو بھی تسلیم ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

فیض الباری ج2ص420، العرف الشذی ج1ص166

جواب:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا یہ قول بھی غیر مقلدین کے لیے کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔

محمد رضوان عزیز

اولاً یہ ایک امتی بلکہ مقلد امتی کا قول ہے اور غیر مقلدین کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو حجت مانتے ہیں۔
اب نہ جانے کس مجبوری میں آکر غیر مقلدین نے اپنے اس نعرے کو چھوڑ دیا اور ایک مقلد امتی کے قول کو گلے لگالیا
غیر مقلدین حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ کے قول سے نہ تو استدلال کر سکتے ہیں اور نہ اس کو دلیل الزامی میں پیش کر سکتے ہیں کیونکہ دلیل الزامی کے لیے ضروری ہے کہ کوئی بنیاد یعنی کوئی تحقیقی اور استدلالی دلیل موجود ہو اور وہ غیر مقلدین کے پاس ندارد۔

ثانیاً: حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بھی من جملہ تراویح اور تہجد میں مغائرت کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: قال عامۃ العلماء ان التراویح وصلوٰۃ اللیل نوعان مختلفان والمختار عندی انهما واحدو ان اختلفت صفاتهما کعدم الموا ظبۃ علی التراویح واد ائها بالجماعۃ واداء ها فی اول اللیل تارۃ وایصالها الی الا خزی بخلاف التہجد فانہ کان فی آخر اللیل ولم یکن فیہ الجماعۃ۔

فیض الباری ج2ص420

اکثر علماء کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد دو مختلف قسم کی نمازیں ہیں اور میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں اگرچہ ان کی صفات مختلف ہیں، جس طرح کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) سے تراویح پر مواظبت نہ ہونا اور اسے جماعت سے ادا کرنا اور کبھی اس کو رات کے شروع میں ہی پڑھ لینا اور کبھی اس کو سحری تک لے جانا، بخلاف تہجد کے کہ یہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز) رات کے آخری حصہ میں ہوتی تھی اور اس میں جماعت نہ تھی؛

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ وہ بھی تراویح اور تہجد میں کئی لحاظ سے فرق کرتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تراویح تہجد سے کئی لحاظ سے مختلف تھی۔ البتہ وہ دیگر علمائے کرام سے صرف اس قدر اختلاف رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں تراویح کے بعد نماز تہجد بھی پڑھی ہو جس کی وجہ سے کہا جائے کہ تراویح اور تہجد "من کل الوجوہ" علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں۔ لیکن جب حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دونوں نمازیں کئی صفات میں باہم مختلف تھیں تو ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ نمازیں قرار دینے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔ باقی رہا ان کا یہ فرمانا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رات میں تراویح کے بعد تہجد پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں تو یہ بات درست نہیں کیونکہ ہم پہلے صحیح مسلم کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں تراویح کے علاوہ بھی نماز پڑھی ہے جو تہجد کی نماز تھی، اگر حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی تحقیق میں یہ بات نہیں آئی اور وہ اس طرف متوجہ نہ ہو سکے تو یہ کوئی عیب یا عجیب بات نہیں۔ علم محیط کلی صرف خاصہ خداوندی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بڑے سے بڑا محدث بھی غلطی اور خطا سے مبرا نہیں۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ایک محدث کہتا ہے کہ فلاں حدیث ثابت نہیں یا فلاں بات کسی حدیث سے ثابت نہیں حالانکہ وہ حدیث صحیح سند کے ساتھ متون حدیث میں موجود ہوتی ہے۔

اور یہ بھی بات ملحوظ خاطر رہے کہ "العرف الشذی" اور "فیض الباری" وغیرہ حضرت علامہ کشمیری رحمہ اللہ کی اپنی تصانیف نہیں ہیں کہ یہ یقین سے کہا جائے کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ نے یہ بات ضرور ارشاد فرمائی ہے، بلکہ یہ کتابیں تو ان کی املائی تقاریر کا مجموعہ ہیں جن کو ان شاگردوں سے کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے اور ناقلین سے سننے یا نقل کرنے میں غلطی کا بھی امکان ہو سکتا ہے۔ خود علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور داماد حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ نے "انوار الباری شرح صحیح بخاری" میں ان کتب کے ایسے بے شمار تسامحات کی نشاندہی فرمائی ہے،
نیز اگر یہ بات صحیح بھی ہو اور حضرت تہجد وتراویح میں بالکل فرق کے قائل نہ بھی ہوتے تب بھی یہ قول احناف کے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس صورت میں یہ شاہ صاحب کا تفرد ہو گا

الغرض غیر مقلدین کے تمام ذکر کردہ شبہات بے جان ہیں اور "بقول امرتسری صاحب" ان کے پاس تراویح اور تہجد کو ایک تہجد ایک قرار دینے کے لیے کوئی ایک دلیل بھی موجود نہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ تراویح اور تہجد دونوں جدا جدا نمازیں ہیں۔

محمد رضوان عزیز